مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ۝ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ۝ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى

ایک کشف پر حلف

جو مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رُوبرُو اُسی کے محلہ کی مسجد میں بتاریخ ۷ [illegible] دسمبر ۱۹۱۶ء میاں عبداللہ صاحب سنوری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خادم اور اس کشف کے وقت موجود ہونے کی سعادت رکھنے والے نے اُٹھایا۔ اس کشف میں حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں پر غیب سے سُرخی کے چھینٹے پڑے تھے (وہ قمیص مع چھینٹوں کے اب تک موجود ہے) ؞

روئداد ہذا

منشی غلام نبی صاحب (بلانوی)

نے قلمبند کی

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مفت شائع ہوئی

دُعا اور اُمید

خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔ ان احباب کو جنھوں نے اپنے خرچ پر اس مضمون کو چھپوا کر حق پسند اور منصف مزاج لوگوں کے فائدہ کے لئے شائع کیا ہے۔ نیز اخویم محمد صدیق صاحب متصل عدالت کیمپ میرٹھ کو بھی کہ آپ پیشتر ازیں اسی مضمون کو چھپوا کر مفت شائع کر چکے ہیں ✦

یہ مضمون اخبار الفضل مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا تھا اور واقعہ میں اس قابل تھا کہ کثرت سے اسکی اشاعت کی جاتی ✦

اُمید ہے کہ جن احباب تک یہ ٹریکٹ پہونچیگا۔ وہ اسے نہایت غور و فکر سے مطالعہ فرمائینگے۔ اور دیکھیں گے کہ حق اور صداقت کس طرح انسان کے دل کو مضبوط اور توانا بنا دے سکتا ہے۔ اور ایسا انسان کیونکر کسی بڑے سے بڑے مقابلہ سے بھی منہ نہیں موڑتا۔ نیز ان پر یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ باطل کی بنیاد کس قدر بودی اور کمزور ہوتی ہے ✦

دُعا ہے کہ خدا تعالےٰ اس ٹریکٹ کے قارئین کو اپنے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کرنے کی توفیق دے تا ان میں بھی ایسی ہی ایمانی قوت اور جرأت پیدا ہو ✦

آمین ثم آمین

خاکسار:- ایڈیٹر "الفضل"۔ قادیان دار الامان

۱۴ مارچ ۱۹۱۷ء

مولوی ثناء اللہ کے رُوبرُو اسی کے محلہ کی مسجد میں حضرت مسیح موعودؑ کے کشف پر حلف اُٹھائی گئی

حلف کے متعلق ابتدائی مراحل کچھ عرصہ ہوا۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مشہور کشف کے متعلق جسمیں آپ کے کپڑوں پر سُرخی کے چھینٹے پڑے تھے۔ اپنی عادت کے مطابق اہل حدیث مورخہ ۷ جولائی ۱۹۱۶ء میں ایک تمسخرانہ تحریر شائع کی تھی۔ جسکے متعلق ہم نے ۲۹ جولائی ۱۹۱۶ء کے الفضل میں لکھا تھا کہ:-

"رؤیا اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کا خدا تعالےٰ سے بڑا پیاری تعلق ہے۔ آپ کی دعائیں مقبول ہیں۔ باقی رہا یہ کہ سُرخی حضرت مسیح موعود کے کپڑوں پر مادی رنگ میں بھی پڑ گئی۔ سو یہ ایک واقعہ ہے اس کا انکار کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن بعد وقوع اس کا انکار نادانی ہے۔ اس واقعہ کے شاہد سے حلفاً مولوی ثناء اللہ دریافت کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے خیال میں اسکو فرضی اور محض افترا یقین کرتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ اہل حدیث میں اپنے یقین کے ثبوت میں حلف بلعنۃ اللہ علی الکاذبین شائع کر دیں۔ خدا تعالےٰ خود ہی جھوٹے اور سچے میں امتیاز کر دیگا۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ وہ دل سے اس واقعہ کی صداقت کے قائل ہیں۔ اور بظاہر ایک منافقانہ طرز اختیار کی ہوئی ہے۔"

اِس بات کا جب مولوی ثناء اللہ نے ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء تک کوئی جواب نہ دیا۔ تو ہمنے ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کے الفضل میں اسی واقعہ یعنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر سُرخی کے چھینٹے

نے کے متعلق اُن کے مشاہدہ کردہ میاں عبداللہ صاحب سنوری کی حلفیہ شہادت اپنے طور پر شائع کردی۔ جو یہ ہے:۔

میاں عبداللہ صاحب کی شہادت

رمضان شریف میں یہ عاجز حاضر خدمت سراپا برکت تھا کہ آخری عشرہ میں ۲۷ تاریخ کو جمعہ تھا۔ اس جمعہ کی صبح کی نماز پڑھ کر حضرت اقدس حسب معمول حجرہ مذکورہ میں جاکر چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور یہ عاجز پاس بیٹھ کر حسب معمول پاؤں مبارک دبانے لگ گیا۔ حتے کہ آفتاب نکل آیا۔ اور حجرہ میں بھی روشنی ہوگئی۔

حضرت اقدس اس وقت کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ اور مُنہ مبارک پر اپنا ہاتھ کہنی کی جگہ سے رکھا ہوا تھا۔ میرے دل میں اسوقت بڑے سرور اور ذوق سے یہ خیالات موجزن تھی کہ:۔

میں کیا خوش نصیب ہوں کیا ہی عمدہ موقعہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے کہ مہینوں میں مہینہ مبارک رمضان شریف کا ہے۔ اور تاریخ بھی جو ۲۷ ہے۔ مبارک ہے۔ اور عشرہ بھی مبارک ہے۔ اور دن بھی جمعہ ہے جو نہایت مبارک ہے۔ اور جس شخص کے پاس بیٹھا ہوں وہ بھی نہایت مبارک ہے۔ اللہ اکبر کس قدر برکتیں آج میرے لئے جمع ہیں۔ اگر خداوند کریم اس وقت کوئی نشان حضرت اقدس کا مجھے دکھلاوے تو کیا بعید ہے۔ میں اسی سرور میں تھا۔ اور پاؤں ٹخنہ کے قریب سے دبا رہا تھا کہ یکایک حضرت اقدس کے بدن مبارک پر لرزہ سا محسوس ہوا۔ اس لرزہ کے ساتھ ہی حضور نے اپنا ہاتھ مبارک مُنہ پر سے اُٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اسوقت آپ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ شاید جاری بھی تھے۔ اور پھر اسی طرح منہ پر ہاتھ رکھ کر لیٹے رہے۔ جب میری نظر ٹخنہ پر پڑی تو اُس پر ایک قطرہ سُرخی کا جو پھیلا ہوا نہیں۔ بلکہ بستہ تھا۔ مجھے دکھلائی دیا۔ میں نے اپنی شہادت کی اُنگلی کا پھول اس قطرہ پر رکھا۔ تو وہ پھیل گیا اور سُرخی میری انگلی کو بھی لگ گئی۔ اُسوقت میں حیران ہوا۔ اور میرے دل میں یہ آیت گذری۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ نیز یہ بھی دل میں گذرا

کہ اگر یہ اللہ کا رنگ ہے۔ تو اس میں شاید خوشبو بھی ہو۔ چنانچہ میں نے اپنی انگلی سونگھی۔ مگر خوشبو وغیرہ کچھ نہ تھی۔ پھر میں ٹخنہ کی طرف سے کمر کی طرف دبانے لگا۔ تو حضرت اقدس کے کرتہ پر بھی چند داغ سُرخی کے گیلے گیلے دیکھے۔ مجھ کو نہایت تعجب ہوا۔ اور میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور حجرہ کی ہر جگہ کو خوب اچھی طرح دیکھا۔ مگر مجھے سُرخی کا کوئی نشان حجرہ کے اندر نہ ملا۔ آخر حیران سا ہو کر بیٹھ گیا۔ اور بدستور پاؤں دبانے لگ گیا۔ حضرت صاحب مُنہ پر ہاتھ رکھے لیٹے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور اُٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر مسجد مبارک میں آکر بیٹھ گئے۔ یہ عاجز بدستور پھر کمر وغیرہ دبانے لگ گیا۔ اُسوقت میں نے حضور سے عرض کی کہ حضور یہ سُرخی کہاں سے گری۔ پہلے تو ٹال دیا۔ پھر اس عاجز کے اصرار پر وہ سارا واقعہ بیان فرما دیا۔ جس کو حضرت اقدس تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج فرما چکے ہیں۔ مگر بیان کرنے سے پہلے اس عاجز کو رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ اور کشفی اُمور کا خارج میں وجود پکڑنا حضرت محی الدین عربی کے واقعات سُنا کر خوب اچھی طرح سے ذہن نشین کرا دیا تھا کہ اس جہان میں کاملین کو بعض صفات الٰہیہ جمالی یا جلالی متشکل ہو کر دکھلائی جاتی ہیں۔ پھر حضرت اقدس نے مجھے فرمایا کہ آپ کے کپڑوں پر بھی کوئی قطرہ گرا۔ میں نے اپنے کپڑے ادھر ادھر سے دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت میرے پر تو کوئی قطرہ نہیں ہے۔ فرمایا۔ اپنی ٹوپی پر (جو سفید ململ کی تھی) دیکھو۔ میں نے ٹوپی اُتار کر دیکھی۔ تو ایک قطرہ اُس پر بھی تھا۔ مجھے اُسوقت بہت ہی خوشی ہوئی کہ میرے پر بھی ایک قطرہ خدا کی روشنائی کا گرا۔ اس عاجز نے وہ کرتہ جس پر سُرخی گری تھی۔ تبرک کا حضرت اقدس سے باصرار تمام لے لیا۔ اس عہد پر کہ میں وصیت کر جاؤں گا کہ میرے کفن کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ حضرت اقدس اسوجہ سے اُسے دینے سے انکار کرتے تھے کہ میرے اور آپ کے بعد اس سے شرک پھیلیگا۔ اور لوگ اس کو زیارت گاہ بنا لینگے۔ اور اس کی پوجا شروع ہو جائیگی۔ غرضکہ بہت ردّ و قدح کے بعد دیا۔ جو میرے پاس اس وقت تک موجود ہے۔ اور سُرخی کے نشان اس وقت تک بلا کم و کاست بعینہٖ موجود ہیں:

یہ ہے سچی اپنی شہادت! اگر میں نے جھوٹ بولا ہو۔ تو لعنت اللہ علی الکاذبین کی وعید کافی ہو۔ میں خدا کو حاضر ناظر جانکر اسی کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت! لعنت!! لعنت!!! مجھ پر خدا کا غضب! غضب!! غضب!!!

عاجز عبداللہ سنوری

مولوی ثناء اللہ کو حلف دلانے کے لئے دوبارہ اطلاع

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہماری ۲۹ر جولائی ۱۹۱۶ء کے الفضل میں شایع شدہ تحریر کا جس میں میاں عبداللہ صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر سرخی کے چھینٹے پڑنے کے متعلق حلف دریافت کرنے کے لئے کہا گیا تھا اسوقت تک کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اسلئے ہم نے میاں عبداللہ صاحب کی مندرجہ بالا شہادت کو شائع کرتے ہوئے انکی طرف مکرر توجہ دلائی۔ اور انکی طرف سے یہ الفاظ بھی شائع کر دیئے کہ :۔

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حکم کے ماتحت اس کشف کے متعلق ثناء اللہ کے روبرو مجمع عام میں جس جگہ ثناء اللہ چاہے۔ اور جن الفاظ میں چاہے یہ عاجز قسم کھانے کو تیار ہے نیز یہ عاجز مباہلہ کے لئے بھی حاضر ہے۔ غرضیکہ وہ جس طرح بھی چاہے۔ اطمینان کرلے"

اس سے ہماری غرض یہ تھی کہ اگر مولوی ثناء اللہ نے میاں عبداللہ صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر سرخی کے چھینٹے پڑنے کے متعلق ہماری پہلی تحریر سے حلف دلانے پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ تو اب جبکہ حلف اٹھانیوالا شخص خود اسکو حلف لینے کے لئے بلاتا ہے تو وہ اس کے لئے آمادہ ہو جائے۔

حلف لینے پر مولوی ثناء اللہ کی آمادگی اور ہمارا جواب

چنانچہ ان الفاظ کے شائع ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۶-۱۳ر اکتوبر ۱۹۱۶ء میں لکھدیا کہ "ہم اس کے جواب میں راقم مضمون کو بذریعہ ایڈیٹر الفضل کی معرفت اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ۱۳ر اکتوبر جمعہ کے روز ہمارے محلہ کی مسجد میں جہاں میں صبح کو ترجمہ قرآن شریف کا درس دیتا ہوں۔ ۱۰ بجے صبح کے آئیں۔ بعد اپنے اقرار

کے مطابق ہمارے پیش کردہ الفاظ سے قسم کھاجائیں۔ بس یہ ہے آپکا مختصر جواب۔ کیا آئیں گے؟ دیدہ باید"

اس کے جواب میں ہم نے ۱۰ر اکتوبر ۱۹۱۶ء کے الفضل میں لکھا کہ :۔

"مولوی ثناء اللہ نے ہماری معرفت میاں عبداللہ صاحب سنوری کو اسبات کی اطلاع دینی چاہی ہے کہ وہ اپنے محلہ کی مسجد میں قسم کھلانے کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن پیشتر اسکے کہ ہم یہ بات ان تک پہنچائیں۔ مولوی ثناء اللہ کو یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر تم میں اتنی بھی جرأت نہیں ہے کہ "مجمع عام" میں قسم کھلاؤ۔ اور اپنی مسجد کو ہی کنوئیں کے مینڈک کی طرح سارا عالم سمجھے ہوئے ہو۔ تو میاں عبداللہ صاحب وہاں بھی اس کشف کے متعلق اپنے تحریر کردہ الفاظ کے مطابق قسم کھانے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ تا دروغگو را تا بخانہ باید رسانید کی مثل پوری ہو جائے۔ لیکن کیا تم بھی اپنے ہی مجمع اور اپنی ہی مسجد میں ہمارے پیش کردہ الفاظ میں قسم کھانے کے لئے تیار ہو گے؟ اور اگر نہیں تو میاں عبداللہ صاحب سے قسم کھا لینے کے بعد اس کشف کی صداقت میں تمہیں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہیگا۔ اور اسبات کا اعلان کر دو گے۔

ہمارے اس واجبی مطالبہ کا جواب آنے پر ہم میاں عبداللہ صاحب سنوری کی طرف سے مولوی ثناء اللہ کا جواب انشاء اللہ شائع کر دینگے"

مولوی ثناء اللہ کی دروغ بیانی اور ہمارا امرتسر پہنچنا

ہماری اس تحریر کا بھی جب مولوی ثناء اللہ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ تو اس نے نہایت ڈھٹائی سے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۱۶ء میں "حلف سے بھاگا" کا عنوان جما کر ہمارے متعلق لکھ دیا کہ :۔

"جن کا امام۔ نبی۔ رسول سامنے نہ آیا۔ وہ کیا آئیں گے"

اس کا جواب ہم نے اخبار میں دینا اس لئے مناسب سمجھا کہ ہم نے سمجھ لیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جب سوائے یہ لکھ دینے کے کہ میں حلف دلانے کے لئے تیار ہوں ہماری کسی بات کا کوئی جواب نہیں دینا چاہتے۔ جس سے انکی یہ غرض ہے کہ حلف دلانے کا موقعہ ہی نہ آئے۔ اور وہ یہ لکھ سکیں کہ حلف سے

بمکث گئے۔ چونکہ اخبار کے ذریعہ یہ معاملہ طے ہوتا نظر نہیں آتا تھا اس لئے خاکسار ایڈیٹر الفضل اور میر قاسم علی صاحب میاں عبداللہ صاحب سنوری کے ساتھ ۲۵ نومبر ۱۹۱۶ء کو امرتسر پہنچ گئے تاکہ مولوی ثناء اللہ پر ہر طرح اتمام حجت کر دی جائے۔

مولوی ثناء اللہ کے نام پہلا رقعہ

ہم نے اسی دن ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ امرتسر کی طرف سے مولوی ثناء اللہ کے نام یہ رقعہ لکھوایا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر ۔

بعد ما وجب واضح ہو۔ کہ حسب قرارداد آپ کے جناب مکرم مولوی عبداللہ صاحب سنوری حلف اُٹھانے کے لئے تشریف لے آئے ہیں۔ یہ حلف وہ اپنے اس بیان کے متعلق جو کشف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں الفضل میں شائع فرما چکے ہیں۔ اُٹھانے کے لئے سفر کی صعوبت اُٹھا کر آج یہاں پہونچ گئے ہیں۔ آپ مطلع فرماویں کہ کس جگہ آپ نے حلف لینے کا انتظام کیا ہے اور کس وقت؟ براہ مہربانی جواب اسی وقت مرحمت فرماویں عنایت ہو گی ۔ کرم الٰہی پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ امرتسر ۲۵/۱۱

مولوی ثناء اللہ کا جواب

اس کا جواب مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ دیا کہ :۔

" ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب! آپ کا رقعہ ملا میں اس کا جواب اخبار اہلحدیث میں دے چکا ہوں کہ ہمارے محلہ کی مسجد میں جہاں میں صبح درس قرآن مجید کا دیتا ہوں۔ منشی عبداللہ صاحب حلف اُٹھا جاویں۔ پس آپ منشی عبداللہ صاحب کو کہدیویں کہ پرسوں صبح ۷ بجے آجاویں " ابو الوفا ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث ۲۵/۱۱

ہمارا دوسرا رقعہ

مولوی ثناء اللہ کے اس جواب کے بعد ہم نے مناسب سمجھا کہ جب مولوی صاحب نے خود حلف دلانے کے لئے ایک دن کا وقفہ ڈالدیا ہے۔ تو اس دن وہ اُمور طے ہو جانے چاہئیں۔ جن کا حلف سے بہت بڑا تعلق ہے تا حلف دلانے کے وقت کسی قسم کی بدمزگی نہ پیدا ہو سکے۔ اس غرض کے لئے ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے مندرجہ ذیل رقعہ مولوی ثناء اللہ کے نام لکھا :۔

" بخدمت میاں ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث ۔ امرتسر ۔ بعد ما وجب گذارش ہے کہ آپ نے کل شب کو منشی عبداللہ صاحب کے حلف اُٹھانے کے لئے تشریف لانے کی اطلاع پر ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء کو حلف کے لئے پیر کے دن کی صبح مقرر فرمائی ہے۔ جسکے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں۔ اب قبل از حلف چند ضروری امور کا تصفیہ مناسب ہے۔ تاکہ کل صبح کو اصل کارروائی میں پھر دیر نہ ہو جائے۔ امید ہے کہ آپ مندرجہ ذیل اُمور کے متعلق مناسب جواب سے مطلع فرما دینگے :۔

(۱) آپ نے اپنی مسجد میں حلف دلانی چاہی ہے۔ جو ہم کو منظور ہے۔ اس لئے آپ ایک تحریر مشعر حفظ امن اپنے ہاتھ سے قلمبند کر کے بھیجدیں جسمیں یہ مضمون ہو کہ منشی عبداللہ صاحب اور ان کے ساتھ جسقدر احمدی ہوں گے۔ ان سب کے جذبات کا ہم پورا لحاظ کرینگے۔ اور کسی قسم کا ہتک آمیز کلمہ یا اشارہ ان کے یا انکے پیشوا مرزا صاحب کے اور ان کے ہمراہیوں کے متعلق ہماری طرف سے سرزد نہ ہو گا۔ اور سب کی حفظ آبرو کے ہم (ثناء اللہ) ذمہ وار ہونگے۔

(۲) شہادت منشی عبداللہ صاحب مندرجہ الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء صفحہ گیارہ کے لئے منشی صاحب کو کن الفاظ میں آپ حلف دیا چاہتے ہیں۔ وہ الفاظ قلمبند کر کے بھیجدیں کہ منشی صاحب اپنی شہادت مذکورہ الفضل کو ان الفاظ سے بیان کریں یا اسلئے ضروری ہے کہ کل کو حلف نامہ کی تعیین میں وقت نہ ضائع ہو۔ پہلے سے آپ وہ الفاظ جن پر آپ کو بیان مندرجہ الفضل کی قسم لینی ہے۔ مقرر فرما دیں۔ کل کسی قسم کی کوئی تقریر فریقین کی طرف سے اس مجمع میں نہیں ہو گی۔ صرف منشی عبداللہ صاحب آپ کے مقرر کردہ الفاظ کے مطابق اپنے بیان مندرجہ الفضل پر قسم کھا کر چلے آئینگے۔ منشی صاحب کے اس حلف اُٹھا لینے کے بعد آپ کو لکھ کر دینا ہو گا کہ اس کشف کے متعلق میرے مقرر کردہ الفاظ میں منشی عبداللہ صاحب نے حلف اُٹھالی ہے ۔

(۳) اس قسم کے متعلق آپ مندرجہ ذیل اُمور میں سے کس امر کو اپنے یا ہمارے لئے مفید قرار دیتے ہیں۔ (ا) آیا بعد حلف آپ اس کشف کو صحیح تسلیم کرینگے یا (ب) آئندہ اس پر اعتراض کرنا چھوڑ دینگے یا (ج) بالمقابل اس کشف کے جعلی اور افترا ہونے پر ہمارے مقرر کردہ الفاظ پر حلف اُٹھائیں گے یا (د) اس حلف سے صرف اپنی اخباری نمائش کو

ہماری تحقیق مقصود بالذات ہے، اور کوئی غرض نہیں؟ کیونکہ آخر کوئی غرض بھی تو اس کی ہونی ضروری ہے۔ جواب سے جلدی مطلع فرما دیں۔" کرم الٰہی ۲۶؍ نومبر ۱۹۱۶ء

اس رقعہ کی مولوی ثناء اللہ نے رسید تو دے دی۔ جو یہ ہے:

"۲۶؍ ۱۱ رقعہ مرسلہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب بدست مستری الٰہی بخش پہنچا۔" خاکسار ثناء اللہ

لیکن جواب نہ دیا۔ تو دوبارہ یہ رقعہ لکھا گیا:

ہمارا تیسرا رقعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب میاں ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر

آپ نے ہمارے جائز اور ضروری اُمور کے متعلق اس وقت تک کوئی جواب نہیں دیا۔ جس سے ہم کل صبح کو حسب الطلب آپ کے منشی عبداللہ صاحب کو لیکر آپ کی مسجد میں آتے اور منشی صاحب حلف اٹھاتے۔ کیونکہ جب تک آپ کی جانب سے ہمارے اطمینان کے لئے حفظ امن وغیرہ کی ذمہ داری نہ ہو جائے۔ ہم کس طرح ایک غیر مامون جگہ میں آ سکتے ہیں تو وہ الفاظ جنہیں آپ منشی صاحب کے بیان مندرجہ الفضل پر حلف لینا چاہتے ہیں تعیین فرما دیں تاکہ صبح کو اس کے متعلق وقت ضائع نہ ہو۔ پہلے سے الفاظ پسندیدہ جناب موجود ہوں گے۔ تو منشی صاحب آپ کی مسجد میں انہی الفاظ سے اپنے بیان الفضل پر حلف اٹھا لینگے۔ یہ ہر دو مطالبہ کوئی غیر ضروری نہیں ہیں۔ تیسرے قسم سے عرض کیا ہے اور یہ کہ کوئی تقریر فریقین میں سے اس کے متعلق اس وقت نہ ہوگی بجز حلف کے یہی صاف بات ہے اور مفید۔ اور پھر آپ سے اس تحریر کا مطالبہ کہ جب آپ کے مقرر کردہ الفاظ پر منشی صاحب قسم کھا چکیں۔ تو آپ لکھ دیں کہ میری منشاء اور تحریر کے مطابق منشی عبداللہ صاحب نے حلف اٹھا لی۔ بنا بریں یہ سب اُمور کل صبح ہی سے طے ہونے ضروری ہیں۔ اگر آپ ان کا کوئی جواب نہ دیں یا حفظ امن کے ذمہ دار نہیں۔ تو ہم آپ کی مسجد میں ایسی حالت میں جبکہ ہمیں عوام سے اطمینان نہیں آنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ ہماری مسجد میں تین آدمی تک اپنے ہمراہ لیکر کل نو بجے قبل از دوپہر آ جاویں۔ ہم آپ کے حفظ امن کے ذمہ دار ہیں۔ یہیں آکر حلف لے لیں۔ اس کے متعلق آج ہی اطلاع دیں۔ ۲۶؍ ۱۱ بوقت ظہر۔ ڈاکٹر کرم الٰہی

پہلے رقعہ کی مولوی صاحب نے بڑے اصرار سے رسید تو دے دی تھی۔ لیکن اس کی رسید تک دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ اگر منشی عبداللہ نے قسم کھانی ہے تو آکر کھا جائے۔ میں کسی بات کا جواب نہیں دونگا۔

ہم مولوی ثناء اللہ کے گھر تک پہنچے

مولوی ثناء اللہ کے اس زبانی جواب کے بعد اگر ہم واپس چلے آتے۔ تو کوئی عقلمند اور دانا انسان ہم پر کسی قسم کا حرف نہیں رکھ سکتا تھا۔ کیونکہ ہم نے جن اُمور کے متعلق مولوی ثناء اللہ سے فیصلہ کرنا چاہا تھا وہ نہایت ضروری اور لازمی ہونے کے ساتھ ہی نہایت معقول اور پختہ تھے۔ لیکن ان کا جواب دینا تو در کنار رسید تک دینے سے مولوی صاحب نے انکار کر دیا تھا مگر ہم نے بتوکل علی اللہ یہی ارادہ کیا کہ ایک دفعہ تو ضرور مولوی ثناء اللہ کے گھر تک پہنچیں گے۔ خواہ وہ ہمارے راستہ میں کتنی ہی رکاوٹیں پیدا کرتا پھرے۔ چنانچہ ہم ۲۷ تاریخ کو وقت مقررہ سے بھی پیشتر مولوی صاحب کی مقررہ جگہ پر پہنچ گئے۔ تا مولوی صاحب کی قرآن دانی کا بھی اندازہ لگا سکیں۔ لیکن مولوی صاحب نے مسجد کے بیرونی دروازہ پر ایک آدمی کھڑا کر رکھا تھا۔ جس نے ہمیں دور سے ہی دیکھ کر جھٹ اندر اطلاع کر دی۔ اور مولوی صاحب نے درس دینا بند کر دیا۔ جب ہم مسجد میں داخل ہوئے۔ تو مولوی صاحب کے پاس کوئی تیس کے قریب آدمی بیٹھے تھے۔ جنمیں سے کچھ طالب علم بھی تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کے تمام شاگردوں کی امرتسر ایسے بڑے شہر میں صرف اسی قدر تعداد ہے۔ کیونکہ قسم دلانے کے لئے جو انہوں نے ایک دن کی مہلت لی تھی وہ انہی لوگوں کو جمع کرنے کے لئے لی ہوگی۔ خیر تھی ایک جملہ معترضہ تھا۔

ہم مولوی ثناء اللہ کے محلہ کی مسجد میں

ہمارے آدمی مولوی ثناء اللہ اور اس کے آدمیوں کے مقابل ایک طرف بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب نے رسمی الفاظ میں ہمارے آنے کا شکریہ ادا کیا۔ اور سب سے پہلے یہ بات پیش کی کہ چونکہ میں حلف کھلانے والا اور منشی عبداللہ صاحب حلف کھانے والے ہیں۔ اس لئے یہاں جس قدر گفتگو ہوگی۔ وہ ہم دونوں میں ہی ہوگی۔ تیسرے کسی شخص کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس بات کو ہم نے بھی منظور کر لیا۔ یہ بات مولوی ثناء اللہ نے کیوں کہی اور اس کی کیا ضرورت

پیش آئی ہو اس کے متعلق صرف اسقدر بتا دینا کافی ہے۔ کہ میر قاسم علی صاحب پر اس کی نظر جا پڑی تھی۔ جو اس کے عین بالمقابل بیٹھے تھے۔ جن کے نام سے اس کا لہو خشک ہوتا ہے دوسرے اس نے شاید گمان کیا ہوگا کہ میاں عبداللہ صاحب ایک پرانی وضع کے آدمی ہیں۔ میں ان کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لوں گا۔ لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ہو۔ اس کو کوئی بڑے سے بڑا شریر اور مکار انسان بھی اپنے داؤں پیچ میں نہیں لا سکتا۔ چنانچہ اثبات کا ثبوت مولوی ثناء اللہ کو اسی وقت مل گیا ۔

مولوی ثناء اللہ کی پہلی ناکامی

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں تجویز کرتا ہوں کہ اس مجمع کے دو پریزیڈنٹ ہوں۔ ایک ہماری طرف سے۔ اور ایک آپ کی طرف سے۔ میں فلاں کو (اس شخص کا نام لیکر) مقرر کرتا ہوں۔ آپ بھی اپنے میں سے کسی کو مقرر کر دیں۔ اس کے متعلق میاں عبداللہ صاحب نے کہا کہ یہاں نہ تو مباحثہ ہے نہ مناظرہ۔ میں نے قسم کھانی ہے۔ اور آپ نے کھلانی ہے۔ اس کے لئے پریزیڈنٹوں کی کیا ضرورت ہے۔ آپ وہ الفاظ پیش کیجئے جنہیں آپ مجھ سے اس واقعہ کے متعلق جو میں نے ۲۶ر ستمبر ۱۹۱۶ء کے الفضل میں شائع کیا ہے۔ حلف لینا چاہتے ہیں تاکہ میں حلف اٹھاؤں ۔

میاں عبداللہ صاحب کے یہ کہتے پر مولوی ثناء اللہ کے دل سے پریزیڈنٹ مقرر کرنے کی تجویز اس طرح کافور ہو گئی جس طرح گدھے کے سر سے سینگ۔ اور پھر انہیں جرأت نہ ہو سکی کہ اس کے متعلق کچھ اور کہتے ۔

دوسری ناکامی

اسکے بعد میاں عبداللہ صاحب نے الفاظ حلف طلب کئے۔ تو مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ پہلے میں حاضرین کو اس واقعہ کے متعلق جو کچھ اخباروں میں لکھا گیا ہے۔ وہ بتا دوں۔ تا وہ اثبات کو سمجھ سکیں۔ ہم نے اثبات کو منظور کر لیا اور مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار مورخہ ۲۸ر جولائی ۱۹۱۶ء میں جو کچھ لکھا تھا پڑھ کر سنایا۔ جس میں کہ اس نے اس کشف کو نقل کرکے یہ اعتراض کیا تھا کہ ۔

"مرزا صاحب اور مرزائی احباب کہا کرتے ہیں کہ ہماری نبوت منہاج نبوت پر جانچو۔ یعنی خدا تعالےٰ کی طرف سے جو نبوت کے جانچنے کا طریق مقرر ہے۔ اسکے

مطابق نبوت مرزا صاحب کا اندازہ کرو۔ اسلئے ہم دریافت کرتے ہیں۔ کیا پہلے نبیوں میں بھی کوئی اولوالعزم نبی ایسا ہے۔ جس نے قضا و قدر کے احکام بنا کر خدا کے دستخط کرائے ہوں۔ کوئی مثال یاد ہو۔ تو املا مدیں۔"

اس اعتراض کو پڑھنے کے بعد مولوی ثناء اللہ نے ۲۹ر جولائی ۱۹۱۶ء کے الفضل میں "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف پر حملہ اور اس کا جواب" کے عنوان کے نیچے جو کچھ اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کی چند ابتدائی سطریں پڑھ کر جن میں قریباً اسی کے ۲۸ر جولائی ۱۹۱۶ء والے پرچے کے اعتراض کو دہرایا گیا تھا۔ آگے وہ عبارت پڑھنی چھوڑ دی۔ جس میں اس کے اعتراض کا جواب دیا گیا تھا۔ تاکہ اسکے اعتراض کا ہماری طرف سے جو نہایت دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ وہ سامعین کو معلوم نہ ہو۔ اس پر خاکسار ایڈیٹر الفضل نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو کہا کہ آگے بھی پڑھئے۔ چھوڑ کیوں دیا ہے۔ میرے اس کہنے پر مولوی ثناء اللہ کو مضمون کا اگلا حصہ بھی پڑھنا ہی پڑا جو یہ تھا کہ ۔

"مولوی ثناء اللہ کی اس تحریر کو پڑھ کر ہمیں اس پر بہت تعجب ہوا۔ کہ ان کی مولویت اور عقل کا کورا پن دو متضاد باتیں کس طرح جمع ہو گئیں۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ رؤیاء اور کشوف کا ہونا انسان کا اختیاری فعل نہیں ہے۔ پھر یہ کس قدر نادانی ہے کہ ایک نبی کے رؤیاء یا کشف سے دوسرے نبی کے رؤیاء یا کشف کے توارد کا نام وہ منہاج نبوت رکھتے ہیں۔ اور اس خیالی معیار صداقت کی بناء پر فرماتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب کے اس کشف کی نظیر کسی دوسرے اولوالعزم نبی میں نہیں پائی جاتی۔ لہذا مرزا صاحب بھی منہاج نبوت پر پورے نہ اترے۔ اگر مولوی صاحب کا یہ معیار صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر ان کو حضرت یوسف کی نبوت ثابت کرنے کے لئے بھی مشکل کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ حضرت یوسف نے سورج چاند اور ستاروں کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔ حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ۔ الم تر ان اللہ یسجد لہ الشمس والقمر والنجوم ۔ الایہ۔ کہ سورج۔ چاند اور ستارے خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔ اب مولوی ثناء اللہ کے خیال کے مطابق حضرت یوسف خدا ہوئے۔ کیا کسی اہل

اولوالعزم نبی ہیں بھی اس رؤیا کی نظیر مل سکتی ہے۔ اگر مولوی صاحب کو معلوم ہو تو اطلاع دیں۔ نہ تو ان کے فرضی منہاج نبوت کی رو سے حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت ثابت ہو۔ ورنہ حضرت یوسف بھی نبی نہ ہوئے۔ اور اگر انکے کشف کی نظیر کسی دوسرے نبی میں نہ ہونے کے باوجود وہ نبی ہیں۔ اور ضرور ہیں۔ تو پھر اگر مرزا صاحب کے اس کشف کی نظیر کسی گذشتہ نبی میں نہ ملے۔ تو مرزا صاحب کی صداقت باطل نہیں ہوتی۔ رؤیا اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے اس کشف کی تعبیر یہ ہے۔ کہ آپ کا خدا تعالیٰ سے بڑا بھاری تعلق ہے۔ اور آپ کی دعائیں مقبول ہیں۔"

اس عبارت کے پڑھنے سے یہ فائدہ ہوا کہ ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف پر جو اعتراض کیا تھا۔ وہ رد ہو گیا۔ اور اس طرح اُسے سامعین کے دلوں پر اپنا اعتراض جمانے میں ناکامی ہوئی ۔

مولوی ثناء اللہ کے پیش کردہ الفاظ اور انکی نامعقولیت

اسکے بعد مولوی ثناء اللہ نے اپنے الفاظ پڑھ کر سنائے لیکن ہماری حیرانی اور حیرت کی اس وقت کوئی حد نہ رہی جب اس نے بجائے اسکے کہ حلف کے الفاظ تحریر کرتا۔ اپنی طرف سے ایک نیا واقعہ لکھکر پیش کر دیا۔ اور میاں عبداللہ صاحب کو کہا کہ اسکے متعلق قسم کھائیے۔

ہمیں مولوی صاحب کے فہم اور فراست عقل اور فکر کا دُور بیٹھکر اندازہ لگانے کا تو کئی دفعہ موقعہ مل چکا تھا۔ لیکن اپنی آنکھوں کے سامنے بٹھا کر ان کی حماقت آفرینی کا نظارہ دیکھنے کا بہت کم اتفاق ہوا تھا۔ شکر ہے یہ حسرت بھی باقی نہ رہی۔ اور ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء کی صبح کو میاں عبداللہ صاحب کے سامنے حلف کے الفاظ پیش کرتے ہوئے انہوں نے پوری کر دی۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین بھی جب ان الفاظ کو پڑھیں گے۔ تو انہیں بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی نادانی کا یقین ہو جائیگا۔ وہ الفاظ یہ ہیں :-

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو اپنا کشف کتاب تریاق القلوب کے

صفحہ [illegible] پر لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ مرزا صاحب نے احکام قضاء و قدر دُنیا کے لکھ کر خدا تعالیٰ سے اسپر دستخط کرائے۔ میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کے نام کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں نے مرزا صاحب کو قضاء و قدر کی مسل مذکور لکھتے۔ اور خدا کے سامنے پیش کرتے اور خدا کو اسپر دستخط کرتے دیکھا۔" دستخط ثناء اللہ ۲۷ نومبر ۱۶

ناظرین کرام! مولوی ثناء اللہ کے ان الفاظ کو پڑھیں۔ اور ہمارے ان الفاظ کو پیش نظر رکھیں۔ جن میں ہمنے مولوی صاحب کو حلف دلانے کے لئے کہا تھا ہمارے الفاظ یہ تھے :-

"رہا یہ کہ سرخی حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں پر بادی رنگ میں بھی پڑ گئی سو یہ ایک واقعہ ہے اس کا انکار کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک بات جو وقوع میں نہیں آئی۔ اس کا تو انکار ہو سکتا ہے لیکن بعد وقوع اس کا انکار نادانی ہے۔ اس واقعہ کے شاہد سے حلفاً مولوی ثناء اللہ دریافت کر سکتے ہیں۔"

یہ الفاظ صاف طور پر پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہمنے مولوی ثناء اللہ کو کس واقعہ پر حلف اُٹھانے کے لئے کہا تھا یہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر یا بادی رنگ میں بھی سُرخی کے چھینٹے پڑ گئے۔ اور اسی واقعہ کے متعلق میاں عبداللہ صاحب سنوری نے اپنی حلفیہ شہادت نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھ کر ہمارے پاس بھیجدی۔ جسے ہم نے ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں شائع کر دیا۔ اور ساتھ ہی میاں عبداللہ صاحب کی طرف سے یہ بھی شائع کر دیا تھا کہ :-

"وہ اس کشف کے متعلق ثناء اللہ کے رُو برُو مجمع عام میں جس جگہ ثناء اللہ چاہے اور جن الفاظ میں چاہے یہ عاجز قسم کھانے کے لئے تیار ہے۔"

یہ کیوں لکھا گیا؟

اسلئے کہ چونکہ ہمنے الفضل مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۱۶ء میں لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ میاں عبداللہ صاحب سے حلفاً پوچھ لے۔ کہ آیا سُرخی کے چھینٹے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر پڑے تھے یا نہیں

لیکن مولوی ثناء اللہ کو حلفاً پوچھنے کی جرأت تک نہ ہوئی تھی۔ اب جبکہ ہمنے میاں عبداللہ صاحب کی حلفیہ شہادت شائع کی تو ہو سکتا تھا کہ مولوی ثناء اللہ حلف دلانے کی جرأت نہ کر سکنے کو کسی عذر کے پردہ میں چھپا دیتا۔ کہ جب میاں عبداللہ صاحب نے خود حلفیہ شہادت شائع کر دی ہے تو پھر ان سے حلف دلانے کی کیا ضرورت! اسلئے ہم نے میاں عبداللہ صاحب کی شہادت کو شائع کرتے ہوئے دوبارہ لکھا کہ میاں عبداللہ صاحب اب بھی مجمع عام میں قسم کھانے کے لئے تیار ہیں۔ جہاں چاہو ان سے قسم کھلا لو۔ دوسرے ہمنے اسلئے بھی لکھا کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اپنے گھر بیٹھ کر اور اپنے ہی الفاظ میں تو ہر ایک شخص حلف اٹھا سکتا ہے۔ لیکن ایک مجمع عام میں دوسرے کے پیش کردہ الفاظ حلف میں قسم کھانا اسی انسان کا کام ہو سکتا ہے جو اپنے بیان میں بالکل سچا اور راست باز ہو۔ چونکہ میاں عبداللہ صاحب کو اپنی شہادت میں سچا ہونے پر ایسا ہی یقین تھا۔ جیسا کہ ہر ایک راست باز کو ہوا کرتا ہے۔ اسلئے انہوں نے مجمع عام میں ثناء اللہ کے الفاظ حلف میں بھی حلف اُٹھانے کا اعلان کر دیا۔ تیسرے ممکن تھا کہ میاں عبداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے کپڑوں پر سُرخی کے چھینٹے پڑنے کے واقعہ کے متعلق اپنی تحریری شہادت مطبوعہ الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کے اخیر میں جو اس طرح حلف اُٹھائی تھی کہ:۔

یہ ہے سچی عینی شہادت اگر میں نے جھوٹ بولا ہو۔ تو لعنت اللہ علی الکاذبین کی وعید کافی ہے۔ میں خدا کو حاضر ناظر جانکر اور اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت! لعنت!! لعنت!!!
مجھ پر خدا کا غضب! غضب!! غضب!!!

یہ حلفیہ الفاظ مولوی ثناء اللہ کے نزدیک کچھ وقعت نہ رکھتے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی لعنت کو ایک معمولی بات سمجھتا۔ اور خدا تعالیٰ کا غضب اسکے نزدیک کوئی بڑی بات نہ ہوتی بلکہ وہ دنیا کے مال و اموال یا اولاد کو خاص قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا یا اس چند روزہ زندگی اور دنیاوی آرام و آسایش کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتا۔ اس لئے کہہ دیا گیا کہ جن الفاظ میں تم چاہو۔ انہیں میں قسم کھلا کر اپنی تسلی کرا لو۔ میاں عبداللہ صاحب اسکے لئے بھی تیار ہیں۔

یعنے تمہارے نزدیک اگر مال و اموال ہی سب سے بڑھکر نعمت ہے۔ اور اسکے چلے جانے کو تم سب سے بڑا عذاب سمجھتے ہو۔ تو میاں عبداللہ صاحب یہ کہنے کے لئے بھی تیار ہیں کہ اگر میں نے اس واقعہ کے بیان کرنے میں جھوٹ بولا ہے۔ تو میرا مال و اموال سب تباہ ہو جائے یا اور جو چیز کہ تمہارے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے۔ اسکو حلف میں رکھ دو۔

مولوی ثناء اللہ کا حلف کھلانے سے گریز اور اس میں ناکامی

یہ تھی مصلحت میاں عبداللہ صاحب کی حلفیہ شہادت الفضل میں شائع ہونے کے باوجود مولوی ثناء اللہ کو مجمع عام میں اور انہی کے پیش کردہ الفاظ میں قسم کھلانے کی۔ لیکن چونکہ مولوی ثناء اللہ خوب جانتا تھا کہ وہ دل جس میں سچائی اور راستی کا جوش موجزن ہے۔ اور وہ سینہ جس میں صداقت اور حقانیت جوش مار رہی ہے۔ کبھی کسی بڑے سے بڑے مجمع اور سخت سے سخت الفاظ میں بھی حلف اٹھانے سے باز نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اس نے محض اسلئے کہ میں یہ لکھ سکوں کہ میرے سامنے میاں عبداللہ صاحب نے حلف نہیں اُٹھائی اپنے پاس سے ایسے الفاظ مقرر کر دئے۔ جن کا ان تمام تحریروں سے کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ جو اس حلف کے متعلق الفضل یا اہل حدیث میں شائع ہوئی تھیں۔ اگر مولوی ثناء اللہ میں کچھ بھی تقویٰ کا مادہ ہوتا۔ اور وہ کسی معاملہ کے متعلق خدا تعالیٰ کی قسم کھا لینے کو کچھ بھی وقعت کی نگاہ سے دیکھتا۔ تو وہ کبھی بھی ایک ایسا واقعہ لکھ کر جسکے متعلق شاہد موصوف نے اپنی کسی تحریر میں اشارتاً یا کنایتاً بھی شاہد ہونے کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اس پر قسم کھانے کو نہ کہتا۔ لیکن چونکہ اس کی ساری سعی اور کوشش یہی تھی کہ کسی طرح اسکے روبرو حلف نہ ہو۔ اسلئے اس نے اپنے پاس سے غیر متعلق الفاظ گھڑ کر پیش کر دئے۔ اس نے اپنے خیال میں تو یہ بہت عمدہ تجویز سوچی ہوگی۔ لیکن اُسے یہ خیال نہ آیا کہ میں اس بیہودہ تحریر سے جسمیں واقعہ آفرینی سے کام لیا گیا ہے اپنی نادانی اور بے وقوفی کا اپنے ہاتھوں ثبوت بہم پہنچا رہا ہوں۔ ہم مولوی ثناء اللہ کے ان الفاظ کو اُوپر لکھ آئے ہیں۔ ناظرین کرام ان کو پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا مولوی ثناء اللہ نے عقل و فکر کو بالکل جواب دیکر یہ الفاظ نہیں لکھے۔ اسکو کہنا تو یہ گیا تھا کہ میاں عبداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف کے متعلق جو کچھ دیکھا ہے۔ اس کے دیکھتے ہوئے دو

کی نسبت جن الفاظ میں چاہو قسم کھالو۔ لیکن مولوی ثناء اللہ کہتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب اِس بات کے متعلق حلف اُٹھائیں کہ:

"میں نے مرزا صاحب کو قضاء و قدر کی مسل مذکور لکھتے اور خدا کے سامنے پیش کرتے اور خدا کو اُس پر دستخط کرتے دیکھا۔"

عقلمند اور بغض و تعصب سے پاک انسان نہایت آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے ان الفاظ کو پیش کر کے اپنی نادانی اور جہالت پر مُہر لگا دی ہے۔

حلف کس بات پر لیجا سکتی ہے!

کیا صفحہ عالم پر کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک شخص کسی امر کے متعلق حلفیہ شہادت دینے پر آمادہ ہو۔ تو اس کو کہا جائے۔ کہ جو واقعہ تم نے دیکھا ہے۔ اسکے متعلق ہم حلف نہیں لینا چاہتے۔ بلکہ ہم جو واقعہ تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اُس پر حلف اُٹھاؤ۔ ہرگز نہیں۔ عدالتوں اور کچہریوں میں ہر روز ہزاروں آدمی حلفیہ شہادتیں دینے کے لئے آتے ہیں۔ لیکن کبھی یہ نہیں ہوتا کہ کسی شاہد کو عدالت نے ایک ایسے واقعہ کے متعلق حلف اٹھانے کے لئے کہا ہو۔ جسکے دیکھنے کا اُسے اقرار نہ ہو بلکہ عدالت اسی واقعہ پر حلف لیا کرتی ہے۔ جسکے دیکھنے کا شاہد اقرار کرتا ہو۔ ہاں الفاظ قسم مقرر کرنا عدالت کا کام ہوا کرتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مسلمان شاہد سے کسی واقعہ کے متعلق حلفیہ شہادت لیجائے۔ تو اسے عدالت کہیگی۔ کہ تم قرآن کریم کی حلف اُٹھا کر بیان کرو۔ اور اگر کسی سکھ شاہد سے حلفیہ شہادت لیجائے۔ تو اسے کہا جائیگا کہ تم گرنتھ صاحب کی حلف اُٹھا کر شہادت دو۔ اسی طرح عدالت جس شخص کے لئے جن الفاظ میں حلف ضروری سمجھیگی وہی اُسے دیگی۔ نہ کہ اُسے یہ کہیگی۔ کہ تم حلف اُٹھا کر بیان کرو کہ یہ واقعہ جو ہم نے تمہیں بتایا ہے۔ سچا ہے۔

پھر کبھی کوئی عدالت ایک ایسے واقعہ کے متعلق کسی ایسے شاہد کی حلفیہ شہادت کو منظور نہیں کریگی۔ جسکے دیکھنے اور معلوم ہونے کا شاہد کو اقرار نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح شہادت دینے والے کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ کہ جب اس نے واقعہ دیکھا ہی نہیں۔ تو حلف کس بات کی اُٹھاتا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی عدالت ایسا نہیں کرتی۔

دُنیا سے نرالا طریق حلف

لیکن ثناء اللہ کی مندرجہ بالا تحریر کو دیکھئے۔ اسکے حلف لینے کا طریق تمام دُنیا سے نرالا ہے۔ وہ ایک واقعہ خود گھڑتا ہے۔ اور اُسپر حلف لینی چاہتا ہے۔ اس نے بعینہٖ اسی طرح کیا ہے جس طرح ایک عدالت میں کسی ایسے واقعہ کے متعلق ایک شخص کو حلف اٹھانے کے لئے بُلایا جائے۔ جسکے دیکھنے کا وہ مدعی ہو۔ لیکن جب وہ آجائے تو اسکے سامنے وہ بات لکھ کر رکھ دی جائے جسکے دیکھنے کا وہ ہرگز مدعی نہیں۔ اسوقت وہ یہی کہہ سکتا ہے کہ جناب والا میں نے اس واقعہ کے متعلق قسم کھانی ہے جو میں نے دیکھا ہے نہ اسکے متعلق جو آپ مجھے بتا رہے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا دندان شکن جواب ہے کہ جو اس طریق سے قسم کھلانے والے احمق آپ کو فوراً ہوش میں لا سکتا ہے۔ چنانچہ جب مولوی ثناء اللہ نے اپنی طرف سے ایک واقعہ بنا کر پیش کیا۔ اور میاں عبداللہ صاحب کو کہا کہ اس کے متعلق قسم کھائیے تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ جسکو سنکر مولوی ثناء اللہ کو اپنی حماقت سے فوراً آگاہی ہو گئی۔

مولوی ثناء اللہ کا اپنی حماقت پر آگاہ ہونا

چونکہ وہ رقعہ اُسکے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا نہ تھا۔ اور نہ ہی اُسپر اُسکے دستخط تھے۔ اِسلئے جب دستخط کرنے کے لئے اُسے واپس دیا گیا تو آپ اُسے دبا بیٹھے۔ اور دینے سے انکار کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے اس رقعہ کو اپنے دستخط کئے بغیر میاں عبداللہ صاحب کو دینے میں مولوی ثناء اللہ نے یہی مصلحت سوچی ہوگی۔ کہ ان الفاظ میں حلف تو اٹھائی نہیں جا سکتی۔ اس لئے ان کو پڑھتے ہی حلف اٹھانے سے انکار کر دیا جائے گا۔ البتہ ان سے میری حماقت کا ثبوت مل سکتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ الفاظ میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں اور نہ ہی میرے دستخط ہیں۔ اسلئے میرے لئے یہ کہنے کا موقع رہیگا کہ یہ الفاظ میرے نہیں ہیں۔ اور نہ میں نے پیش کئے ہیں۔ اور اگر دستخط کرنے کے لئے رقعہ

مجھے واپس دیا گیا۔ تو اس طرح وہ میرے ہاتھ میں آ ہی جائیگا پھر کس کی طاقت ہوگی کہ میرے ہی محلہ کی مسجد اور میرے ہی یاروں کے جمگھٹے میں مجھ پر ہاتھ ڈال سکے۔ اور مجھ سے رقعہ حاصل کر لے۔ لیکن اُسے معلوم نہ تھا کہ ایک ایسی ہستی بھی ہے جو اسکے تمام مکر و فریب کو بیکار ثابت کر دیگی اور اسکی عقل پر پردہ ڈالکر اُس سے وہ کچھ کروا سکتی۔ جسکے کرنے کے لئے وہ خود تیار نہیں ہو سکتا ؛

تصرف الٰہی

جب مولوی ثناء اللہ نے رقعہ دینے سے انکار کر دیا تو ہمیں سخت افسوس ہوا گو مینے اسی وقت جبکہ ثناء اللہ نے وہ رقعہ پڑھکر سُنایا تھا قلمبند کر لیا تھا تاہم رقعہ کے ہاتھ میں آکر پھر چلے جانے کا بہت افسوس ہوا۔ اُسوقت میاں عبداللہ صاحب نے ثناء اللہ کو کہا کہ آپ مجھے پہلے الفاظ تو دیں۔ پھر میں حلف اُٹھاؤں نہ معلوم اس پر ثناء اللہ نے کیا سمجھا۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ اُسوقت تصرف الٰہی نے اُسے کچھ سمجھنے کے قابل ہی نہ رہنے دیا تھا۔ اُس نے رقعہ پر دستخط کر کے میاں عبداللہ صاحب کو دیدیا اگر اُس وقت وہ یہ کہدیتا۔ کہ آپنے وہ الفاظ تو سُن ہی لئے ہیں جنکے متعلق میں حلف دینا چاہتا ہوں۔ اب جبتک آپ اِس بات کا اقرار نہ کریں کہ انہیں کے مطابق حلف اُٹھاؤں گا اُسوقت تک میں وہ رقعہ واپس نہیں دیتا تو ممکن تھا کہ حلف نہ ہو سکتی۔ لیکن اس نے چپ چاپ رقعہ دیدیا۔ میاں عبداللہ صاحب نے وہ رقعہ لیکر پھر وہی کہا۔ جو پہلے کہہ چکے تھے۔ کہ مینے اپنے چشم دید واقعہ کے متعلق جو میں اخبار الفضل میں شائع کرا چکا ہوں حلف اٹھانی ہے نہ کہ آپکے بتائے ہوئے واقعہ پر۔ پس اگر آپ کہیں تو میں اسوقت آپکے سامنے زبانی اس واقعہ کو بیان کرکے جن شدید الفاظ میں آپ قسم کھلانا چاہیں قسم کھالوں یا اسی بیان کو پڑھ کر جو مینے اخبار الفضل میں شائع کیا ہے۔ آپکے بتائے ہوئے الفاظ حلف کے مطابق حلف کھالوں۔ اُسوقت بھی اگر مولوی ثناء اللہ یہ کہدیتا کہ جن الفاظ کے متعلق میں آپکو قسم کھلانا چاہتا ہوں۔ وہ خواہ کیسے ہی بے تعلق ہیں۔ اُن پر آپنے

چونکہ قسم نہیں اُٹھائی۔ اسلئے آپکے بیان کے متعلق قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہاں میں اس طرح قسم کھانے کی اجازت دیتا ہوں۔ گو ہم گھر سے یہی ارادہ کرکے چلے تھے کہ جس طرح بھی ہو سکا۔ ثناء اللہ کے سامنے حلف اُٹھائے بغیر واپس نہیں آئینگے۔ تو بھی ممکن تھا کہ میاں عبداللہ صاحب کو ثناء اللہ کے گرد و پیش بیٹھنے اور دوسرے آنیوالے لوگوں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف کے متعلق اپنے اس بیان کو حلفیہ سنانے کا موقعہ نہ مل سکتا یا مشکل اور تکلیف سے ملتا لیکن جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ ثناء اللہ پر ایسا تصرف الٰہی ہوا کہ وہ بالکل کچھ نہ کہہ سکا۔ اور میاں عبداللہ صاحب نے کہا کہ میں آپکے بتائے ہوئے واقعہ کی نسبت حلف اُٹھانے کے لئے نہیں آیا۔ ہاں جو واقعہ مینے دیکھا اور جسکو میں اخبار الفضل میں شائع کرا چکا ہوں اُسکو پڑھکر سُنانے اور اُسپر حلف اُٹھانے کی اجازت دیں تو میں تیار ہوں ؛

اسپر مولوی ثناء اللہ نے مجبور ہو کر کہا۔ اچھا آپ اپنا بیان پڑھکر سُنا دیں اور قسم کھالیں۔ لیکن یہ قسم میرے الفاظ میں نہیں ہوگی۔ اسکے متعلق کہا گیا کہ آپنے جو الفاظ لکھ کر دئے ہیں وہ حلف کے الفاظ نہیں۔ بلکہ ایک ایسے واقعہ کے متعلق ہیں۔ جسکے شاہد ہونے کا کسی نے دعویٰ نہیں کیا۔ البتہ جس واقعہ کے شاہد ہونے کا میاں عبداللہ صاحب نے دعویٰ کیا ہے وہ آپکے سامنے پڑھ کر سُناتے ہیں۔ اسپر آپ جن شدید اور سخت الفاظ میں چاہیں حلف دے لیں ؛

حلف اُٹھانے کا نظارہ

اس کے بعد میاں عبداللہ صاحب نے اپنا وہی بیان پڑھ کر سُنایا جو ہم اوپر درج کر آئے ہیں۔ اور ایسے دردناک اور موثر لہجہ میں سُنایا کہ مولوی ثناء اللہ کے حاشیہ نشینوں کے چہرے بھی قبولیت اثر کی شہادت دے رہے تھے۔ اور جب میاں عبداللہ صاحب نے اپنے تمام بیان کو پڑھ کر نہایت رقت آمیز لہجہ میں با این الفاظ حلف اُٹھائی کہ :-

ڈر یہ ہے سچی مینی شہادت اگر میں نے جھوٹ بولا ہو تو لعنت اللہ علی الکاذبین کی وعید کافی ہے۔ میں خدا کو حاضر ناظر جانکر اور اُسی کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے۔ سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت! لعنت یا لعنت!!! مجھ پر خدا کا غضب! غضب!! غضب!!!"

تو سامعین کانپ اُٹھے۔ اور جس کسی کے دل میں ایک ذرہ بھی خوف خدا تھا اس کا بشرہ بتا رہا تھا کہ اسپر خاص اثر ہوا ہے۔ اور پھر جب میاں عبداللہ صاحب نے یہ کہا کہ میں نے یہ حلف تو اٹھائی ہے۔ لیکن اگر مولوی صاحب کے نزدیک یہ کافی نہ ہو تو وہ خود جن الفاظ میں چاہیں مجھ سے قسم کھلالیں۔ میں اپنی اولاد و اپنے مال اور اپنی جان غرضکہ ہر چیز کی قسم کھانے کے لئے تیار ہوں۔ اسوقت اپنے سامنے مولوی صاحب جسطرح چاہیں۔ اپنی تسلی کرلیں میں نے اس سُرخی کے نشان کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ٹخنے پر پڑا تھا اپنی شہادت کی اُنگلی لگاکر دیکھا تھا۔ اس سے میری انگلی کو بھی سُرخی لگ گئی تھی۔ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو میری انگلی کیا میرے جسم کا ذرہ ذرہ جہنم میں ڈالا جائے۔ اور سب سے بڑا جو عذاب ہے۔ وہ مجھ پر نازل کیا جائے ۔

یہ کوئی ایسے الفاظ نہ تھے۔ جو سامعین کے دلوں کو ہلا نہ دیتے۔ اسلئے وہ خاص طور پر مؤثر ہوئے۔ دلوں کا بھید سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ لیکن ظاہری علامات سے اگر کسی بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے تو ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ میاں عبداللہ صاحب کے حلف اُٹھانے سے سامعین کے دلوں پر وہ اثر ہوا۔ جس کا کسی وعظ و نصیحت سے ہونا ناممکن تھا۔ اور پھر وہ بھی اُن لوگوں پر جو مولوی ثناء اللہ کے مجلسی دوست و آشنا تھے۔ ہماری دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ سعید روحوں کو حق کے پُوری طرح سمجھنے اور باطل کو چھوڑنے کی توفیق دے۔ اور دُنیا کے کیڑوں کی رفاقت سے علیحدہ کرکے اپنے پیارے انسانوں کے ساتھ شامل کردے ۔

ہماری واپسی

میاں عبداللہ صاحب کے حلف اُٹھا لینے کے بعد میر قاسم علی صاحب نے احمدی احباب کو کہا کہ اُٹھو چلیں۔ جب ہم اُٹھنے لگے تو مولوی ثناء اللہ نے کہا۔ کیا آپ جاتے ہیں ہم نے کہا۔ ہاں۔ ہمارا کام ہو لیا ہے اسلئے جاتے ہیں۔ اس جواب کو سُنکر مولوی ثناء اللہ نے ندامت آمیز تبسم کے ساتھ نہایت شکستہ دلی سے کہا "اچھا" اسوقت اسکے چہرہ کو دیکھ کر ہر ایک شخص بآسانی سمجھ سکتا تھا۔ کہ آج اسکی تمام تدبیریں اور منصوبے و حیلے دھرے کے دھرے ہی رہ گئے ہیں۔ اور حق کے مقابلہ میں اس کی کچھ بھی پیش نہیں گئی۔ کیونکہ اس ناکامی کا اثر اسکے پژمردہ اور اداس چہرہ سے صاف طور پر عیاں تھا۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس چلے آئے۔ اور اُسے اپنی ناکامی اور نامُرادی پر حسرت اور افسوس کے آنسو بہانے کے لئے وہیں چھوڑ آئے۔

مولوی ثناءاللہ پر حجت۔

اس روئداد کے خاتمہ پر ہم یہ لکھ دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ ہمیشہ اِس بات پر فضول فخر کیا کرتا تھا کہ میں قادیان پہونچا تھا۔ حالانکہ اس کا قادیان میں پہونچ کر آریوں کے مندر میں جا چھپنا ایسا ہی تھا۔ جیساکہ اس کا اپنے امرتسر کے ڈربے میں گھسے رہنا۔ کیونکہ اُسے ہرگز جرأت نہ ہوئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہوتا۔ لیکن ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء کا وہ دن تھا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادنیٰ غلام اور خادم باوجود اس کی طرف سے رد کئے جانے کی ...... ممکن کوشش کرنے کے اسکے گھر تک پہونچ ہی گئے۔ اور نہایت کامیابی اور کامرانی کے ساتھ واپس آئے۔ یہ مولوی ثناءاللہ پر ایک بہت بڑی حجت ہے۔ قیامت کے دن اس راستہ کا ذرہ ذرہ جسپر چل کر ہم اس تک پہونچے۔ اسکے خلاف گواہ ہوگا۔ اور اس مسجد کے در و دیوار اور اینٹ اور پتھر جس میں میاں عبداللہ صاحب نے حلف اُٹھائی۔ اس بات کے

گواہ ہونگے۔ اور بڑے زور کے ساتھ خدا تعالےٰ کے حضور شہادت دینگے کہ الٰہی ہمارے سامنے تیرے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کشف کے متعلق میاں عبداللہ صاحب کی حلفیہ شہادت ہوئی تھی۔ جس میں تو نے سُرخی کے چھینٹے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر گرائے تھے۔ اور ایسے دردناک الفاظ میں حلف ہوئی تھی کہ قریب تہا۔ ہم موم ہو جاتے۔ لیکن وہ بدبخت انسان جسکو اپنے مولوی ہونے پر گھمنڈ تہا۔ اور جسے تو نے سمجھنے سوچنے اور غور کرنے کا مادہ عطا کیا تھا۔ اس نے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور ایک کان سے سنکر دوسرے کان سے نکالدیا ؛

اے وہ لوگو! جو اس مجمع میں موجود تھے۔ اور جو اس روئداد کو پڑھ رہے ہو۔ سُن لو۔ اور گوش ہوش سے سُن لو۔ کہ اگر اب بھی تم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول نہ کیا۔ تو بتلاؤ اس دن خدا تعالےٰ کو کیا جواب دوگے؟ جبکہ مولوی ثناء اللہ کے محلہ کی مسجد کے در و دیوار گواہی دینگے۔ کہ اس حلف نے ہم بے جانوں تک کو ہلا دیا تہا۔ مگر ان جانداروں اور پھر عقل و فکر رکھنے والے جانداروں نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ بس اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ آخر مرنا ہے۔ اور اسی خدا کے حضور پیش ہونا ہے۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے وہ تم سے جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کرنے کے متعلق پوچھیگا۔ تو نہ اُسوقت تمہاری جگہ ثناء اللہ جواب دے سکیگا۔ اور نہ تمہارا کوئی اور عذر ہی سُنا جائے گا۔ اس وقت تمہیں اپنے بوجھ آپ ہی اُٹھانے پڑینگے۔ اسلئے اپنے انجام کی فکر کرو۔ کیا ہی مبارک ہے وہ انسان جو آخرت کے بوجھ کی آپ ہی فکر رکھے۔ اور کسی دوسرے کے دہوکہ اور فریب میں آکر یا کسی دنیاوی باعث سے آخرت کو تباہ نہ کرے

(یہ ٹریکٹ دفتر الفضل قادیان سے صرف محصول ڈاک بھیجنے پر ملسکتا ہے)